پروفیسر خالد علوی

رسولِ اکرمؐ بحیثیت سربراہِ خاندان

(۲)

خانگی زندگی کے بشری مظاہر

اس انسان کامل کی زندگی کا یہ پہلو بہت متاثر کرتا ہے کہ آپؐ کے ہاں مرتبے کی تمام عظمتوں کے باوجود انسانی زندگی کے شائستہ مظاہر نظر آتے ہیں۔ آپؐ اپنے گھر میں ازواج مطہرات کی باتیں سنتے، ان کے اختلافات مٹاتے اور دلچسپ گفتگو فرماتے تھے۔ بھرپور عملی زندگی گزارنے والے اس عظیم رہنما کی طبیعت میں شگفتگی کے آثار نمایاں ہیں۔ مشکل سے مشکل حالات اور نازک سے نازک مواقع پر بھی کھلے دل و دماغ کی کیفیت ملتی ہے۔ کہیں دور تک بھی بےزاری یا اکتاہٹ کا شائبہ نہیں۔ بالعموم یہ ہوتا ہے کہ کسی نصب العین کے لیے کام کرنے والوں میں یبوست آجاتی ہے اور اس کا اظہار موقع بہ موقع کرتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کی گھریلو زندگی بھی اس سے محفوظ نہیں رہتی۔ حضور اکرمؐ ہمیں ایک مستحکم و متوازن شخصیت کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ آنحضرتؐ جس طرح ازواج مطہراتؓ کی خاطر داری فرماتے اور ان سے حُسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ اس کا اندازہ ذیل کے واقعات سے ہوسکتا ہے:

عن انسؓ: قال کان النبیؐ عند بعض نسائه فارسلت احدی امهات المؤمنین بصحفة فیها طعام فضربت التی النبی فی بیتها ید الخادم فسقطت الصحفة فانفلقت فجمع النبیؐ فلق الصحفة ثم جعل یجمع فیها الطعام الذی کان فی الصحفة ویقول غارت امکم ثم حبس الخادم حتی اتی بصحفة من عند التی هو بیتها فرفع الصحفة الی التی کسرت صحفتها و امسك المکسورة فی بیت التی

کسرت [1]

انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ؐ اپنی کسی بیوی کے پاس موجود تھے کہ آپ کی کسی دوسری بیوی نے ایک رکابی میں کھانا بھیجا۔ جس بیوی کے گھر میں آپ تشریف فرما تھے، اس نے غلام کے ہاتھ پر ہاتھ مارا جس سے رکابی گر کر ٹوٹ گئی۔ آپؐ نے اس کے ٹکڑے جمع کیے۔ پھر اس میں جو کھانا تھا، اسے سمیٹتے جاتے اور یہ کہتے جاتے کہ تمھاری ماں نے بھی ایسی ہی غیرت کی تھی۔ پھر آپؐ نے خادم کو ٹھہرا لیا اور اس بیوی سے جس کے گھر میں آپؐ قیام فرما تھے دوسری رکابی اس کو دلوا دی جس کی رکابی ٹوٹی تھی اور وہ ٹوٹی ہوئی رکابی ان کے گھر میں رکھ دی جنھوں نے وہ توڑی تھی۔

عن عائشۃ: قالت قال رسول اللہ ؐ انی لاعلم اذا کنت عنی راضیۃ واذا کنت علی غضبی قالت فقلت من این تعرف ذلک فقال اما اذا کنت عنی راضیۃ فانک تقولین لا ورب محمد واذا کنت غضبی قلت لا ورب ابراھیم قالت قلت اجل واللہ یا رسول اللہ ما اھجر الا اسمک [2]

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے مجھ سے فرمایا۔ میں جان لیتا ہوں جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو، اور جب مجھ سے ناراض ہوتی ہو۔ میں نے عرض کیا یہ آپؐ کیوں کر جان لیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: جب تم خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو۔ ”نہیں قسم ہے محمد کے رب کی“ اور جب ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو ”نہیں قسم ہے ابراہیمؑ کے رب کی“ میں نے عرض کیا۔ بے شک خدا کی قسم (جب میں ناراض ہوتی ہوں) تو آپ کا نام چھوڑ دیتی ہوں۔

عن عائشۃ: قالت رأیت النبی یسترنی بردائہ وانا انظر الی الحبشۃ یلعبون فی المسجد حتی اکون انا الذی اسأم ما قدر واقدر الجاریۃ الحدیثۃ

---

[1] بخاری، کتاب النکاح، باب الغیرۃ، ج ۳، ص ۱۸۹ ۔ نسائی کتاب النکاح، باب الغیرۃ، ج ۲، ص ۳۲۵۔

[2] ایضاً، مسلم کتاب الفضائل، باب فضائل عائشہ، ج ۲ ص ۹۱۔

السن الحریصۃ علی اللھو۔[۳]

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ مجھے اپنی چادر میں چھپائے ہوتے تھے اور میں حبشیوں کو دیکھ رہی تھی جو مسجد میں کھیل رہے تھے۔ جب میں تھک جاتی تو آپ مجھے ہٹا لیتے۔ اس بات سے تم اندازہ کر لو کہ ایک کمسن لڑکی کو کھیل کود دیکھنے کا کتنا شوق ہوتا ہے اور کتنی دیر تک وہ دیکھتی رہے گی۔

عن نعمان بن بشیر: قال استاذن ابوبکر علی النبی سمع صوت عائشۃ عالیا فلما دخل تناولھا لیلطمھا وقال الا اراک ترفعین صوتک علی رسول اللہ فجعل النبیؐ یحجزہ وخرج ابوبکر مغضبا فقال النبیؐ حین خرج ابوبکر مغضباً کیف رأیتنی انقذتک من الرجل قال فمکث ابوبکر ایاما ثم استاذن علی رسول اللہ فوجدھما قد اصطلحا فقال ادخلانی فی سلمکما کما ادخلتمانی فی حربکما۔ فقال النبیؐ قد فعلنا قد فعلنا۔[۴]

نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ آنحضرتؐ سے برہم ہو کر بلند آواز سے باتیں کر رہی تھیں، اتفاقاً حضرت ابوبکرؓ آ گئے۔ حضرت عائشہؓ کو پکڑ کر تھپڑ مارنا چاہا کہ تم رسول اللہؐ سے چلا کر بولتی ہو۔ آنحضرتؐ بیچ میں آ گئے اور حضرت عائشہؓ سے روکنے لگے۔ حضرت ابوبکرؓ غصے میں بھرے ہوتے باہر چلے گئے۔ حضورؐ نے حضرت عائشہ سے کہا کیوں؟ کس طرح تم کو بچا لیا۔ چند روز بعد ابوبکرؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ حالت بدل چکی تھی۔ بولے مجھ کو بھی صلح میں شریک کر لو جیسا کہ اس دن مجھے جنگ میں شریک کیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں ہاں کر لیا۔

ایک بار رسول اکرمؐ حضرت صفیہؓ کے پاس تشریف لے گئے دیکھا کہ رو رہی ہیں۔ آپ نے رونے کی وجہ پوچھی۔ انھوں نے کہا کہ عائشہؓ اور زینبؓ کہتی ہیں کہ "ہم تمام ازواج میں افضل ہیں ہم آپؐ

---

[۳] بخاری، کتاب النکاح، باب نظر المرأۃ الی الحبش ونحوھم من غیر ریبۃ،
مسلم، کتاب الفضائل۔ باب فضائل عائشۃ، ج ۲، ص ۱۹۱، ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب حسن معاشرۃ النساء، ج ۱، ص ۳۲۰۔

[۴] ابوداؤد، کتاب الادب، باب ما جاء فی المزاح، ج ۴، ص ۱۱۴۔

کی زوجہ ہونے کے ساتھ ساتھ آپؐ کی چچازاد بھی ہیں۔" آپؐ نے فرمایا: تم نے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ ہارونؑ میرے باپ، موسیٰؑ میرے چچا اور محمدؐ میرے شوہر ہیں۔ اس لیے تم لوگ کیونکہ مجھ سے افضل ہو سکتی ہو؟ ۵۵

ایک مرتبہ چند ازواجِ مطہرات نے حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو آنحضرتؐ کی خدمت میں سفیر بنا کر بھیجا۔ جنابِ سیدہؓ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں۔ دستور کے مطابق پہلے اذن طلب کیا۔ اجازت ملی تو سامنے آئیں اور عرض کیا کہ ازواجِ مطہرات نے مجھ کو وکیل بنا کر بھیجا ہے کہ آپؐ ابوبکرؓ کی بیٹی کو ہم پر کیوں ترجیح دیتے ہیں۔" آنحضرتؐ نے فرمایا: جانِ پدر! کیا تم اس کو نہیں چاہتیں جس کو میں چاہتا ہوں۔ جنابِ سیدہ کے لیے اتنا کافی تھا۔ واپس جا کر ازواجِ مطہرات سے کہا، میں اس معاملے میں دخل نہ دوں گی۔ اب اس خدمت (سفارت) کے لیے حضرت زینبؓ کا انتخاب کیا گیا۔ کیونکہ ازواج میں سے حضرت زینبؓ کو خصوصیت کے ساتھ حضرت عائشہؓ کی ہمسری کا دعویٰ تھا، اس لیے وہی اس خدمت کے لیے زیادہ موزوں تھیں۔ انھوں نے یہ پیغام بڑی دلیری سے پہنچایا اور بڑے زور کے ساتھ ثابت کرنا چاہا کہ حضرت عائشہؓ اس رتبہ کی مستحق نہیں ہیں۔ حضرت عائشہؓ چپ سنتی رہیں اور رسول اللہؐ کے چہرے کی طرف دیکھتی رہیں۔ حضرت زینبؓ جب تقریر کر چکیں تو حضرت عائشہ آپؐ کی مرضی پا کر کھڑی ہوئیں اور اس درجہ زوردار تقریر کی کہ حضرت زینبؓ لاجواب ہو کر رہ گئیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کیوں نہ ہو، ابوبکر کی بیٹی ہے ۵۶

عورت چونکہ طبعاً نازک اور ضعیف القلب ہوتی ہے اس لیے آپؐ ہمیشہ اس کی خاطرداری فرماتے۔ رنجشہ نامی ایک حبشی غلام حُدی خوان تھے۔ ایک دفعہ ازواجِ مطہرات ساتھ تھیں۔ رنجشہ حُدی پڑھتے جاتے تھے۔۔ اونٹ تیز چلنے لگے تو آپ نے فرمایا:

---

۵۵ ترمذی، ابواب المناقب، باب فضل ازواج النبیؐ، ج ۲، ص ۲۲۶۔

۵۶ مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل عائشہؓ، ج ۲، ص ۲۹۳۔ نسائی، کتاب النکاح باب حب الرجل بعض نسائہ اکثر من بعض، ج ۲، ص ۱۴۳۔

رویدک یا انجشۃ لا تکسر القواریر[۵۷]

انجشہ دیکھنا آب گینے ٹوٹنے نہ پائیں۔

مسلم کی ایک روایت میں اسے اس طرح بیان کیا گیا ہے:

یا انجشۃ رویدک سوقا بالقواریر[۵۸]

اے انجشہ آہستہ آہستہ چل اور اونٹوں کو آب گینے لدے ہوئے اونٹوں کی طرح ہانک۔

نبی کریمؐ کی خانگی زندگی کی یہ تفصیلات ظاہر کرتی ہیں کہ گھریلو ماحول میں بشری تقاضے کیا مسائل پیدا کرتے ہیں؟ اور انھیں کس طرح حل کرنا چاہیے؟ بعض کور مغز ان تفصیلات سے چونک اٹھے اور اسے رسولؐ کی توہین سمجھ کر واقعات کی صحت سے انکار کر دیا۔ ایک دوسرے گروہ کو اہل بیتِ نبیؐ پر طعن کرنے کا موقع ہاتھ آیا اور وہ ان احادیث کو لے کر خانوادۂ رسول کی تحقیر کرنے لگے۔ حالانکہ بات بالکل سیدھی ہے۔ ایک ذاتِ مقدس کو خالقِ کائنات نے مکمل نمونہ بنا کر بھیجا ہے تو یہ لازم ہے کہ حیاتِ انسانی کے اس اہم ترین پہلو کی عملی تعبیر اور اس حصے سے متعلق مسائل کی اصولی تشریح ضرور ہو۔

مستشرقین کی دقت یہ ہے کہ جناب مسیحؑ نے متاہل زندگی کا نمونہ نہیں پیش کیا۔ وہ اس کی تلافی اس طرح کرنا چاہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی حیاتِ طیبہ کو ناقص و ناتمام ثابت کریں۔ اس طرح انھیں دو فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ان کی انسانی کاوشوں کے لیے گنجائش نکلے گی اور مسلمان ان کی طرف دیکھیں گے دوسرے مسلمانوں کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ مسیحیوں کے پاس کوئی معیاری نمونہ نہیں ہے۔ ازواجِ مطہرات کے درمیان رشک کے جو بعض واقعات نقل ہوئے وہ فطرتِ انسانی کے قدرتی اظہار کا بیان ہے۔ ان میں سے کوئی واقعہ بھی ایسا نہیں جسے خلافِ معمول کہا جا سکے۔ اس قدرتی اظہار پر آنحضورؐ نے جس توازن اور

---

[۵۷] بخاری، کتاب الادب، باب المعاریض مندوحۃ عن الکذب ج ۴، ص ۵۹؛ مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمۃ النساء ج ۶، ص ۲۹۔

[۵۸] مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمۃ النساء ج ۶، ص ۲۹۔

عظمت کی مثال پیش کی وہ بھی قابلِ تحسین ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آنحضورؐ کی سیرت کے بھی حصے ثابت کرتے ہیں کہ آپ نے انسانی سطح کی قابلِ عمل زندگی گزاری ہے۔ اس لیے ہمیں ان کی پیروی میں کوئی دِقت نہیں ہونی چاہیے۔ یہ آپ کی تعلیم اور آپؐ کے اسوہ کا اثر تھا کہ مسلم معاشرے نے عورت کے بارے میں کم ما ہی کا وہ طریق اختیار نہیں کیا جو غیر مسلم اقوام کرتی رہی ہیں یا بیسویں صدی کی جاہلیت زدہ اقوام کر رہی ہیں۔ حضورؐ نے عورت کی حیثیت بلند کردی اور اس کے دینی تشخص کو نمایاں کر دیا۔ حضورؐ کے ان ارشادات میں انسانیت کے لیے عظیم پیغام موجود ہے :

عن انس : قال قال رسول اللہ ؐ حبب الیّ من الدنیا ، النساء و الطیب و جعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ[۹]

انسؓ کہتے ہیں : کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا۔ دنیا میں سے مجھے عورتیں اور خوشبو عزیز ہیں اور نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

عن ابی ھریرۃ : قال قال رسول اللہ ؐ تنکح المرأۃ لاربع لمالھا ولحسبھا و لجمالھا ولدینھا فاظفر بذات الدین تربت یداک[۱۰]

ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا : عورت سے چار باتوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے۔ اس کے مال کی وجہ سے ، اس کے حسب کی وجہ سے ، اس کے حسن کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے۔ تمہارے ہاتھ خاک آلودہ ہوں۔ دین داری کی وجہ سے کامیابی حاصل کرو۔

تنظیمِ اُمور

گھر کے انتظام کی زیادہ پیچیدگیاں اس وقت پیدا ہوتی ہیں جب رہن سہن کو پُر تکلف بنایا جائے۔ اگر ضروریات کو محدود اور احتیاجات کو کم رکھا جائے تو انتظامِ خانہ میں بہت آسانی ہوتی ہے۔ حضورؐ نے اپنی بود و باش بہت سادہ رکھی تھی۔ قناعت و توکل

---

[۹] نسائی ، کتاب عشرۃ النساء ، باب حب النساء ، ج ۲ ، ص ۶۲ مع شرح سیوطی۔

[۱۰] بخاری ، کتاب النکاح ، ج ۳ ، ص ۱۷۲۔

ان کا سہارا تھا۔ اسی لیے گھر کے معاملات سیدھے سادے تھے۔ علامہ شبلی حضورؐ کے گھر کا نقشہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"انسان بذاتِ خود فاقہ کشی کر سکتا ہے، سخت سے سخت تکلیفیں اٹھا سکتا ہے۔ زخارفِ دنیوی کو کلیتہً چھوڑ سکتا ہے لیکن وہ اپنے اعزہ و اقربا، بالخصوص عزیز ترین اولاد کو اس قسم کی سادہ اور متقشفانہ زندگی بسر کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں جن لوگوں نے راہبانہ زندگی بسر کی ہے انھوں نے اپنے آپ کو ہمیشہ اہل و عیال کے جھگڑوں سے الگ رکھا ہے۔ دنیا کی مذہبی تاریخ میں صرف آنحضرتؐ کی زندگی اس کلیہ کی ایک مستثنیٰ مثال ہے۔ آپ کے نو بیویاں تھیں جن میں بعض ناز و نعمت میں پلی تھیں اور اکثر معزز گھرانوں سے تعلق رکھتی تھیں، اس لیے ان کا قدرتی میلان غذا ہائے لطیف اور لباس ہائے فاخرہ کی طرف ہو سکتا تھا۔ متعدد صغیر السن بچے تھے جن کو کھانے پہننے کی ہر خوش گوار اور خوش نما چیز اپنی طرف مائل کر سکتی تھی۔ آنحضرتؐ کو جیسا کہ اوپر کے واقعات سے معلوم ہوا ہوگا، اعزہ و اولاد اور ازواج مطہرات کے ساتھ سخت محبت تھی۔ آپ نے رہبانیت کا بھی قلع قمع کر دیا تھا اور فتوحات کی کثرت سے مدینہ میں مال و زر کے خزانے لٹا رہی تھی۔ لیکن باایں ہمہ آنحضرتؐ نے اپنی ذات کی طرح ان کو بھی زخارفِ دنیوی کا خوگر نہیں بنایا بلکہ ہر موقع پر روک ٹوک کی۔ اسی بنا پر آپ کے تمام خاندان کی زندگی آپ کے اسوۂ حسنہ کا اعلیٰ ترین مظہر بن گئی۔"[11] ازواج مطہرات کے ساتھ آپ کو جو محبت تھی اس کا اظہار کبھی دنیادارانہ طریقے سے نہیں کیا۔ چنانچہ ازواج مطہرات نے اچھے کھانے اور اچھے لباس کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے ایلا کر لیا۔[12] تمام ازواج میں حضرت عائشہ رضؓ سب سے زیادہ محبوب تھیں لیکن یہ محبت رنگین لباسوں اور سنہرے زیوروں کی صورت میں کبھی ظاہر نہیں ہوئی۔ تمام بیویوں کا جو لباس تھا وہی حضرت عائشہؓ کا تھا۔ چنانچہ

---

[11] سیرۃ النبی، ج ۲، ص ۴۳۵۔

[12] بخاری، کتاب الطلاق، باب قول اللہ تعالیٰ للذین یؤلون ..... ج ۳، ص ۱۹۳۔

وہ خود فرماتی ہیں :

ما کانت لاحدٍ انا الا ثوب واحد۔ [۱۳]

ہم تمام بیویوں کے پاس صرف ایک ایک جوڑا کپڑا تھا۔

اگر کبھی اس کے خلاف ان کے بدن پر دنیوی آرائش کے سروسامان نظر آتے تو آنحضرتؐ ان کو منع فرماتے۔ تمام اہل و عیال اور خانوادۂ نبوت کو تاکید تھی کہ وہ پُرتکلف ریشمی لباس اور سونے کے زیور استعمال نہ کریں۔ آپ ان سے فرمایا کرتے "اگر اس کی تمنا ہے کہ یہ چیزیں جنت میں ملیں تو دنیا میں ان کے پہننے سے پرہیز کرو۔" [۱۴] لیکن اس کے باوجود خانگی امور ایک انتظام و انصرام کا تقاضا کرتے تھے۔ آپ کا اپنا طریقِ کار تو یہ تھا کہ جو آتا اسے تقسیم کرکے اٹھتے۔ ازواج مطہرات اور مہمانوں کے کھانے پینے اور رہنے سہنے کے انتظامات حضرت بلالؓ سے متعلق تھے۔ [۱۵]

عبداللہ ہوزنی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت بلال سے پوچھا کہ رسول اللہؐ کے خانگی انتظامات کا کیا حال تھا؟ انھوں نے کہا۔ آنحضرتؐ کا تمام کاروبار میرے سپرد تھا اور آغاز سے آخر زمانہ وفات تک میرے ہاتھ میں رہا۔ معمول تھا کہ جب کوئی نادار مسلمان آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو مجھ کو ارشاد ہوتا، میں جاکر کہیں سے قرض لاتا اور اس کے کھانے پہننے کا انتظام کر دیتا۔

آپؐ کے گھر کا انتظام چونکہ حضرت بلالؓ کے سپرد تھا اس لیے روپیہ پیسہ جو کچھ آتا تھا، ان کے پاس رہتا۔ ناداری میں وہ بازار سے سودا سلف قرض لاتے اور جب کہیں سے کوئی رقم آجاتی تو اس سے ادا کر دیا کرتے۔ اس کا ثبوت ایک اور واقعہ سے بھی ہوتا ہے:

ایک دفعہ بازار جارہے تھے، ایک مشرک نے دیکھا۔ ان سے کہا، تم قرض لیتے ہو تو مجھ سے لیا کرو۔ انھوں نے قبول کیا۔ ایک دن اذان دینے کے لیے کھڑے ہوتے تو وہ مشرک

۱۳؎ بخاری، ج ۱، ص ۱۴۵

۱۴؎ نسائی، کتاب الزینۃ باب النہی عن لبس الدیباج، ج ۳، ص ۳۴۱۔

۱۵؎ ابوداؤد، ج ۳، ص ۲۳۲، کتاب الخراج والامارۃ والفئ باب الامام یقبل ہدایا المشرکین

چند سوداگروں کے ساتھ آیا اور ان سے کہا "او حبشی"! انھوں نے اس بدتہذیبی کے جواب میں "لبیک" کہا۔ بولا: "کچھ خبر ہے؟ وعدہ کے صرف چار دن باقی رہ گئے ہیں۔ تم نے اس مدت میں قرض ادا نہ کیا تو تم سے بکریاں چرا کے چھوڑوں گا" یہ عشا کی نماز ادا کر کے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا، اور عرض کی کہ خزانے میں کچھ نہیں ہے۔ کل وہ مشرک آکر مجھ کو فضیحت کرے گا۔ اس لیے مجھ کو اجازت ہو کہ میں کہیں نکل جاؤں، پھر جب قرض ادا کرنے کا سامان ہو جائے گا تو واپس آجاؤں گا۔ غرض رات کو جا کر سو رہے اور سامان سفر یعنی تھیلا اور ڈھال سر کے نیچے رکھ لی۔ صبح اٹھ کر سفر کا سامان کر رہے تھے کہ ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہا! آنحضرتؐ نے یاد فرمایا ہے۔ یہ گئے تو دیکھا کہ چار اونٹ غلے کے لدے ہوئے دروازے پر کھڑے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ مبارک ہو! یہ اونٹ رئیسِ وفد نے بھیجے ہیں۔ انھوں نے جا کر یہ سب چیزیں فروخت کیں اور مشرک کا قرض ادا کر کے مسجد نبوی میں آئے اور آنحضرتؐ سے عرض کی کہ سارا قرض ادا ہو گیا[16]

ازواج مطہرات کے لیے یہ انتظام تھا کہ بنو نضیر کے نخلستان میں ان کا حصہ مقرر کر دیا گیا تھا، جو فروخت کر دیا جاتا اور وہ سال بھر کے مصارف کے لیے کافی ہوتا[17] خیبر فتح ہوا تو ازواج مطہرات کے لیے فی کس ۱۰ وسق کھجور اور ۲۰ وسق جَو سالانہ مقرر ہو گیا۔ بخاری میں ہے:

ان عبد الله بن عمر، اخبره عن النبیؐ عامل خیبر بشطر ما یخرج منها من ثمر و زرع فکان یعطی ازواجه مائة وسق ثمانون وسق تمر و عشرون وسق شعیر فقسم عمر خیبر فخیر ازواج النبیؐ ان یقطع لهن من الماء والارض او یمضی لهن فمنهن من اختار الارض

---

[16] ابوداؤد۔ کتاب الخراج والامارۃ والفیئ، باب فی الامام یقبل ہدایا المشرکین۔ ج ۳، ص ۲۳۲۔

[17] بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث بنی النضیر، ج ۳، ص ۱۲۔

ومنھن من اختار الوسق واختارت عائشة الارض [۱۸]

عبداللہ بن عمرؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے خیبر کے یہودیوں سے غلہ اور پھل کی آدھی پیداوار پر معاملہ کیا تو اس میں سے آپ بیویوں کو سو وسق دیتے تھے۔ اسی وسق تو کھجور اور بیس وسق جو دیتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے خیبر کی زمین تقسیم کی تو نبی اکرمؐ کی ازواج کو اختیار دیا کہ یا تو زمین اور پانی لے لیں، یا ان کے لیے وہی قائم رکھیں (جو حضورؐ کے زمانے میں جاری تھا) ان میں سے بعض نے تو زمین کو اختیار کیا اور بعض نے وسق کو اختیار کیا۔ حضرت عائشہؓ نے زمین ہی کو پسند کیا۔

محمد حسین ہیکل نے آپؐ کی گھریلو زندگی پر بڑا جامع تبصرہ کیا ہے:

"اپنے اہل کے کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹاتے، اپنی پوشاک خود دھو لیتے، پیوند لگانا ہوتا تو اپنے ہاتھ سے رفو کرتے، بکری کا دودھ دوہتے، پاپوش سی لیتے، اپنے کام اپنے ہاتھ سے کر لیتے۔ اسی طرح اپنی ناقہ کو خود باندھتے، خادم کے ساتھ ایک برتن میں کھا لینے میں تکلف نہ تھا۔ اپنے گھر کی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت کو ترجیح دیتے، اگرچہ خود کتنی ہی تکلیف برداشت کرنا پڑتی۔ گھر میں کسی شے کا اندوختہ نہ رکھتے اور تو اور وفات کے بعد معلوم ہوا کہ سید المرسلینؐ اپنی زرہ بکتر گھریلو ضروریات کے لیے ایک یہودی کے ہاں گرو رکھ چکے تھے [۱۹]

یہ ہے نقشہ اس شخصیت کی خانگی زندگی کا جس نے تاریخ انسانی کے مثالی معاشرے کی بنیاد رکھی۔

(باقی آئندہ)

---

۱۸ بخاری، کتاب الوکالہ، باب المزارعہ بالشطر ونحوہ، ج ۲، ص ۳۱

۱۹ محمد حسین ہیکل (ترجمہ) "حیات محمدؐ"، ص ۴۹۸ -